لونڈیوں کا مسئلہ

اسلام سے قبل غلاموں اور لونڈیوں کا مسئلہ دنیا میں موجود تھا اور انسانیت کا یہ حصہ باوجود انسان کہلانے کے بہت سی سختیاں جھیل رہا تھا۔ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک روا رکھا جاتا اور ان کو ہر طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا جاتا۔غرضیکہ انسانیت کے حسین چہرہ پر یہ ایک بدنما داغ تھا۔ان مظلوموں کی پکار ایک عظیم مصلح کا تقاضا کر رہی تھی۔پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا آپ نے ان کو دوسرے انسانوں کے برابر لا کھڑا کیا۔آپؐ سے قبل یہودی شریعت میں ان لونڈیوں غلاموں سے کیا سلوک کیا جاتا تھا خروج کے اس حوالہ سے واضح ہے۔

”اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے اور وہ مار کھاتی ہوئی مر جائے تو اسے سزا دی جائے لیکن اگر وہ ایک دن یا دو دن جیئے تو اسے سزا نہ دی جائے اس لئے کہ وہ اس کا مال ہے۔“

(خروج 20.21/21)

اس کے بالمقابل اسلام نے غلاموں کے پاؤں کی بیڑیوں کو کاٹ ڈالا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”اَن اَخوَانکم خَوَلُکم جعلھم اللہ تحت اَیدیکم فمن کان اخوہ تحت یدہ فَلْیُطْعِمْہُ مما یأکل وَلْیُلْبِسْہُ مما یَلْبَسُ و لا تکلّفُوھم ما یَغْلبُھم فأن کلفتموھم ما یغلبھم فاَعِیْنُوْھم۔

(بخاری جلد ۲ کتاب العتق باب قول النبی العبید اَخوانکم فاطعموھم مما تأکلون حدیث:۲۳۵۹)

” تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ہاتھوں میں دیا ہے پس جب کسی شخص کے ماتحت کوئی غلام ہو تو اسے چاہیئے کہ اسے وہی کھانا دے جو وہ خود کھاتا ہو وہی لباس پہناوے جو وہ خود پہنتا ہو اور تم اپنے غلاموں کو ایسا کام کرنے پر مجبور نہ کرو جو ان کی طاقت سے بالا ہو۔اور اگر کبھی ایسا کام ان کے سپرد کرو تو ان کی مدد کیا کرو۔“

پس اسلام نے غلاموں کے ساتھ احسان اور حسنِ سلوک کا ارشاد فرمایا ہے۔اور اس تعلیم میں غلام اور لونڈیاں دونوں ہی حسنِ معاملہ اور حسنِ برتاؤ کے مصداق قرار دئے گئے ہیں۔لونڈیوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں۔

”اَیُّمَا رَجُلٍ کانت عندہ ولیدۃٌ فعلَّمھا فأحسن تعلیمَھا واَدَّبھا فأحسن تادیبَھا ثم اعتَقَھا وتزوَّجھا فلہ اَجران“

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب اتخاذ السراری و من اَعتق جاریتہ ثم تزوجھا حدیث:۴۶۹۳)

” جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو وہ اس کی بہترین رنگ میں تعلیم و تربیت کرے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اسے دوہرا اجر ملے گا۔“

اسلام نے نہ صرف پہلے سے موجود غلاموں اور لونڈیوں سے حسنِ سلوک کی تعلیم دی بلکہ ایک طرح انکی آزادی کی کئی صورتیں پیدا کر دیں مثلاً غلام کے آزاد کرنے کو بڑا ثواب قرار دیا۔مختلف خطاؤں اور گناہوں کا کفارہ غلاموں کو آزاد کرنا رکھا وغیرہ دوسری طرف غلامی کے پہلے سے رائج ظالمانہ طرق کی مطلقاً ممانعت کر دی۔گویا پہلے غلاموں کی آزادی کے سامان پیدا کر دئے اور آئندہ کے لئے غلامی کی راہوں کو مسدود کر دیا۔

غلامی کا خاتمہ اور جنگی قیدیوں کا جواز

اس امر کا ثبوت کہ اسلام نے غلامی کو قطعی طور پر آئندہ کیلئے منسوخ کر دیا ہمیں حدیثِ قدسی میں ملتا ہے۔

”عن اَبی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ تعالیٰ ثلاثۃٌ اَنا خصمُھم یوم القیامۃِ رجلٌ اعطیٰ بی ثم غدر ورجلٌ باع حُرًّا فأکل ثمنَہٗ ورجلٌ استأجَرَ اَجیرًا فَاسْتَوْفٰی منہ و لم یُعْطِ اَجرَہٗ“

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب اثم من باع حراً حدیث:۲۰۷۵)

”یعنی حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جنگ کرونگا۔اول :وہ شخص جس نے میرا واسطہ دیکر کسی سے عہد باندھا اور بد عہدی کی۔دوم: وہ جس نے کسی آزاد شخص کو غلام بنایا اور اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کھائی۔سوم: وہ جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا اور کام تو پورا لیا مگر اسے مزدوری نہ دی۔“

یہ حدیث ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی مگر الفاظ اور ارشادات خدائے بزرگ و برتر کے ہیں اور اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ اسلام آئندہ کیلئے غلامی کے خاتمہ کا اعلان کر رہا ہے۔

اگر ہم غلامی سے متعلقہ اسلامی تعلیم کو غور سے دیکھیں تو ہمیں جا بجا ان سے حسنِ سلوک اور ان کی آزادی وغیرہ کے احکام تو ملتے ہیں۔لیکن قرآن کریم اور احادیث میں کسی جگہ بھی غلام بنانے کے احکام نہیں ملتے۔پس اگر اسلام میں غلامی کا جواز ہوتا تو یہ کامل شریعت اس کی تعلیم بھی دیتی مگر ایسی تعلیم کا نہ ہونا غلامی کی ممانعت پر واضح دلیل ہے۔

قرآن کریم میں ہمیں صرف جنگی قیدیوں کے جواز کے ارشادات ملتے ہیں۔فرمایا

''ماکان لنَبیٍّ اَن یکونَ لہ اَسْرٰی حتیٰ یثخنَ فی الاَرضِ تریدونَ عرضَ الدُّنْیا واللّٰہ یریدُ الآخرۃَ واللّٰہ عزیزٌ حکیمٌ''

(الانفال: آیت ۶۸)

''یعنی نبی کے شایانِ شان نہیں کہ اس کے لئے قیدی پکڑے جائیں حتی کہ میدانِ کارزار میں خونریز جنگ نہ ہو لے(اے مسلمانو!) تم دنیا کے سامانوں پر نگاہ رکھتے ہو مگر اللہ تمہارے لئے آخرت چاہتا ہے۔اور اللہ تو غالب اور حکیم ہے۔''

اس آیت میں جنگی قیدیوں کے جواز کا ارشاد ہے مگر اس پابندی کے ساتھ کہ جنگ ہو اور وہ بھی معمولی جھڑپ نہیں بلکہ خونریز ہو۔پھر جنگ کے بارہ میں اسلام نے واضح ارشادات دئے مثلاً جنگ صرف اس وقت جائز ہو گی جبکہ دشمن اس کی ابتداء کرے۔مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالا جائے اور مذہبی آزادی کا بنیادی حق ان سے چھین لیا جائے۔

یہ امر واضح رہے کہ ابتدائے اسلام میں دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا۔ان کو درد ناک تکالیف پہنچائیں اور ہر ایک موقع جس میں وہ مسلمانوں کو کسی نوع کی تکلیف پہنچا سکتے تھے اسے ہاتھ سے جانے نہ دیا۔کمزور مگر بے گناہ آزاد مسلمانوں کو غلاموں کی طرح اپنے پاس قید رکھا۔معزز مستورات پر وحشیانہ حملے کئے ذلیل ترین مکرو فریب سے مسلمانوں کو اپنا غلام بنایا اور بڑے ظلم اور درندگی سے ان کو شہید کیا۔مسلمان عورتوں کو اپنی لونڈیاں بنانے کے لئے سازشیں کیں اور جنگوں کا آغاز کیا۔اور تو اور ان کے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے

مقدس خون سے ہاتھ رنگنے کی ناپاک کوششیں کیں۔ان معصوم مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا جاتا تھا؟ انہوں نے کس گناہکا ارتکاب کیا تھاجس کی سزا انہیں مل رہی تھی۔وہ صرف اور صرف یہی قصور تھا کہ وہ کہتے تھے

ربنا اللہ

کہ ہمارا رب تو بس اللہ ہی ہے۔

پس ایک طرف تو دشمن سراسر ظلم کی راہ پر گامزن تھا دوسری طرف مسلمان مردوں اور عورتوں کے بارہ میں خطرناک عزائم اپنے دل میں چھپائے بیٹھا تھا۔مسلمان اگر چاہتے تو قابو پانے پر ایسے دشمن کو غلام بنا لیتے کیونکہ وہ اسی سلوک کے حقدار تھے اسلام کی اصولی تعلیم"وَاِن عاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ"(نحل:۱۲۷) (اور اگر تم سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تم پر زیادتی کی گئی تھی)موجود تھی۔مگر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کے مقابلہ میں اکثر ان کے ساتھ نرمی اور رحم اور احسان کا سلوک کیا۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام

ز

علیک الصلاۃ علیک السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں پکڑے جانے والے دشمنوں کو اکثر آزاد کر دیا۔ان پر آزادی کے بہت سے دروازے وا کر دئے لیکن جن لوگوں نے ان رعایتوں سے فائدہ اٹھایا ان کو بھی بطور غلام نہیں بلکہ جنگی قیدی بنا کر رکھا۔ان جنگی قیدیوں میں عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔چونکہ اس وقت جنگ کے اخراجات کا بوجھ افراد اٹھاتے تھے اور اس زمانہ میں شاہی قید خانوں کا طریق بھی رائج نہ تھا اس لئے ان قیدی مردوں اور عورتوں کو ان مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا جو جنگ میں حصہ لیتے۔

آزادی کے طریق

قرآن کریم میں ان قیدیوں کی آزادی کے بارہ میں واضح تعلیم دی گئی ہے اور ایسی مراعات سے ان کو نوازا گیا ہے کہ اگر وہ خود آزادی کے متمنی ہوں تو اس گوہرِ مقصود کو یقینا حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

''فامّا منًّا بعدُ واما فدائً'' (محمد آیت:۵)

'' یا تو انہیں احسان کرتے ہوئے رہا کر دو یا فدیہ لیکر ''

۱۔احسان

پہلا طریق اسلام نے یہ رکھا ہے کہ اگر حکومت کو حالات اجازت دیں تو ان کو احسان کر کے چھوڑ دے(اَما مناً)

۲۔فدیہ

اگر حکومت کے لئے احسان کر کے ذریعہ رہا کرنا ممکن نہ ہو تو ان کا فدیہ وصول کر کے انہیں آزاد کر دے۔(اَما فدائً)

۳۔مکاتبت

مکاتبت سے مراد یہ ہے کہ غلام اور آقا کے درمیان ایک معاہدہ ہو کہ اگر غلام اپنے آقا کو اسقدر رقم ادا کر دے تو وہ آزاد ہو گا اور معینہ رقم کی ادائیگی کے بعد اسے مکمل آزادی حاصل ہو جائیگی فرمایا

''والذین یبتغون الکتاب ممّا ملکت اَیْمَانُکم فکاتبوھم اَن علمتم فیھم خیراً و آتوھم من مال اللہ الذی اٰتٰکم''

(نور آیت:۳۴)

''اور تمہارے جو غلام تمہیں معاوضہ دے کر اپنی آزادی کا تحریری معاہدہ کرنا چاہیں اگر تم ان کے اندر صلاحیت پاؤ تو ان کو تحریری معاہدہ کے ساتھ آزاد کر دو۔اور وہ مال جو اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے کچھ ان کو بھی دو۔''

گویا مکاتبت کے سلسلہ میں اگر ان لونڈی غلاموں کی مالی مدد بھی کرنی پڑے تو خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق ضرور کرنی چاہئے۔اور اس بات کا فیصلہ کہ آیا وہ آزادی کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں حکومت کے اختیار میں دیا ہے۔

۴۔زکوۃ سے فدیہ کی ادائیگی

اگر کوئی قیدی مذکورہ بالا طریقوں سے آزاد نہ ہو سکے تو پھر بھی اسے مایوس نہیں کیا گیا بلکہ اس کی آزادی کی ایک مستقل راہ کھلی رکھی ہے فرمایا

"انما الصدقات للفقرائَ والمساکینِ والعاملینَ علیھا والموٗلفۃِ قلوبُھم و فی الرقابِ و الغارمینَ و فی سبیل اللّٰہِ وابنِ السَّبیلَ فریضۃ من اللّٰہ"

(توبہ:۶۰)

"صدقات تو محض محتاجوں اور مسکینوں اور ان (صدقات) کا انتظام کرنے والوں اور جن کی تالیفِ قلب کی جا رہی ہو اور گردنوں کو آزاد کرانے اور چٹی میں مبتلا لوگوں اور اللہ کی راہ میں عمومی خرچ کرنے اور مسافروں کے لئے ہیں۔یہ اللہ کی طرف سے ایک فرض ہے۔"

اس آیت میں زکوۃ کے مصارف میں سے ایک مصرف قیدیوں کی آزادی قرار دیا گیا ہے۔

آزادی کے ان چاروں طریق پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام حکومت، کافر حکومت، قیدی کے اقرباء اور خود قیدی کے اختیار میں دئے گئے ہیں۔آزادی کے ان تمام ذرائع کے باوجود اگر کوئی عورت آزاد نہ ہونا چاہئے تو گویا وہ آزادی کی ان راہوں کو خود بند کرتی ہے اور مسلمان گھرانے سے نکلنا اسے پسند نہیں نیز تمام سہولتوں کے باوجود اپنے مسلک میں جانے سے عملاً انکار کرتی ہے۔اب ایسی عورت سے شادی کر لینے کے علاوہ مسلمان مرد کے لئے کوئی چارہ نہیں ورنہ بدکاری کے پھیلنے کا زبردست خدشہ ہے۔گویا اسلام نے پہلے تو قیدی بنانے پر پابندیاں لگا دیں اور قیدی بنانے کے بعد اس کی آزادی کے متفرق راستے کھول دئے۔

۵۔امِ ولد

قیدی عورت کی آزادی کی اسلام نے ایک اور خصوصی رعایت بھی رکھی ہے یعنی ایسی عورت کو اس کے ہاں اولاد ہونے پر آزادی کی گارنٹی دی ہے

(ابنِ سعد جلد ۸ صفحہ ۱۵۵)

کہ اسے اب آئندہ کبھی بھی فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں مملوکہ کی آزادی کی ایک اور صورت بیان کر دی کہ ام ولد ہونے پر وہ خود بخود آزاد ہو جائیگی۔

۶۔ کفارہ کے طور پر آزاد کرنا

شریعتِ اسلام نے مختلف گناہوں یا غلطیوں کا کفارہ یہ مقرر کیا ہے کہ لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کیاجائے۔ میں ان کاذکر بھی یہاں مختصراً کئے دیتا ہوں۔

i۔ جھوٹی قسموں کے بدلے

اس بارہ میں آیت ہے

لا یؤاخذکم اللّٰہ باللغوِ فی اَیۡمَانِکم ولکن یؤاخذکم بما عقّدۡتُّمُ الاَیۡمانَ فکفارتہٗ اطعامُ عشرۃِ مسٰکینَ من اوسطِ ما تطعمون اھلیکم او کِسۡوَتُھُم او تحریر رقبۃٍ......الخ

(سورۃ المائدہ:۹۰)

”اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا لیکن وہ تمہیں ان پر پکڑے گا جو تم نے قسمیں کھا کر وعدے کئے ہیں۔ پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو اوسطاً تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک گردن آزاد کرنا ہے......الخ“

ii۔ ظِہار کے نتیجہ میں

بیویوں سے ظِہار کر کے پھر تعلقات قائم کرنے سے پہلے بھی غلام یالونڈی آزاد کرنا ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والذین یظاھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃٍ من قبل ان یتمآسّا ذلکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر۔

(المجادلۃ: ۴)

"اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو ماں کہہ دیتے ہیں، پھر جو کہتے ہیں اس سے رجوع کرلیتے ہیں، تو پیشتر اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو چھوئیں ایک گردن کا آزاد کرنا ہے۔یہ وہ ہے جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔"

روحانی ترقی کے لئے

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

"فک رقبۃo او اطعامٌ فی یوم ذی مسغبۃo............اولئک اصحب المیمنۃo

(سورۃ البلد:۱۴ تا ۱۹)

"گردن کا آزاد کرنا۔یا ایک عام فاقے والے دن میں کھانا کھلانا.........یہی ہیں دائیں طرف والے۔"

اور اصحب المیمنۃ کہہ کر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

لونڈی کو بیوی بنانے کی اجازت

اسلام میں لونڈی کو بیوی بنانے کی اجازت ہے فرمایا

"وَاَنکِحُوا الاَیَامٰی منکم والصالحین من عبادِکم و اِمائِکم" (نور:۳۳)

"یعنی بیوگان اور نیک غلام اور لونڈیوں کی شادیاں کرو۔"

دوسری جگہ وضاحت کی ہے کہ یہ اجازت اسی صورت میں ہے جبکہ حالات اس پر مجبور کر دیں وگرنہ آزاد مومنہ سے شادی کرنا افضل ہے۔چنانچہ فرماتا ہے

"ومن لم یستطعْ منکم طولًا اَن یَّنکِحَ المُحصَنٰتِ المُؤمِنَاتِ فمن ما ملکت اَیُمانُکم......ذلک لمن خشی العنت منکم" (نسائ: ۲۶)

”کہ جو تم میں سے آزاد مومن عورتوں سے شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ لونڈیوں سے نکاح کرے...... یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو تم میں سے گناہ کا خوف رکھتا ہو۔“

یعنی جب حالات ایسے ہوں کہ یا تو آزاد عورتوں سے نکاح نہ کر سکتا ہو یا بدکاری کے پھیلنے کا اندیشہ لاحق ہو تو لونڈیوں سے نکاح کرے۔

بعض حالات میں لونڈیوں سے نکاح کرنا آزاد عورتوں کے بالمقابل بہتر قرار دیا ہے فرمایا

”ولأمة مومنة خیر من مشرکة ولو أعجبتکم“ (بقرہ:۲۲۲)

”یعنی مومن لونڈی سے نکاح کرنا مشرک آزاد عورت سے زیادہ اچھا ہے خواہ تمہیں وہ کتنی ہی پسندیدہ ہو۔“

جس طرح ایک لونڈی کا نکاح آزاد مرد کے ساتھ جائز ہے اسی طرح ایک غلام کا نکاح بھی آزاد عورت کے ساتھ ہو سکتا ہے اور بعض صورتوں میں اسے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے۔

کیا لونڈیوں سے نکاح کرنا ضروری ہے؟

ایک لونڈی کے کسی مرد کے عقد میں آنے کی مندرجہ ذیل صورتیں ممکن ہیں

۱۔ جبکہ لونڈی کا رشتہ کسی غلام سے ہو۔

۲۔ جبکہ لونڈی کا تعلق زوجیت کسی آزاد مرد سے ہو رہا ہو۔

۳۔ جبکہ لونڈی کی شادی اس کے اپنے آقا سے ہو رہی ہو۔

جہاں تک پہلی دو صورتوں کا تعلق ہے ان میں باقاعدہ نکاح کرنا ضروری ہے۔ لیکن آخری صورت میں باقاعدہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آقا کی مِلک ہے اور حکومتِ وقت جو اس عورت کی گارڈین ہے اس نے گویا اجازت دے دی کہ اگر چاہیں تو باہم تعلقاتِ زوجیت قائم کر لیں۔ پس یہ اگرچہ باقاعدہ نکاح تو نہیں لیکن معنوی نکاح ضرور ہے۔ کیونکہ تعلق زوجیت کے بعد لونڈی کے حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہاں ایک شبہ کا ازالہ کر دینا ضروری ہے کہ کیا صرف ملکِ یمین ہونا بیوی بنانے کے لئے کافی ہے؟

اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ کئی ایسی صورتیں ہیں۔ جن میں وہ مِلک یمین بھی رہتی ہے مگر اس سے ازدواجی تعلقات نہیں ہو سکتے مثلاً:

آقا اپنی لونڈی کا نکاح کسی اور مرد سے کر دیتا ہے اس صورت میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ وہ لونڈی اس حالت میں رہتے ہوئے اپنے آقا سے تعلق زوجیت نہیں رکھ سکتی حالانکہ وہ اس کی ملکِ یمین رہ سکتی ہے اس لئے میں نے معنوی نکاح کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کیونکہ خود قرآن کریم میں ارشا دہے۔

”وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى منكم والصالحين من عبادكم وإمائكم“

(نور:۳۳)

پس اگر صرف ملکِ یمین ہونا ہی بیوی بنانے کے لئے کافی ہوتا تو پھر اس آیت کا کیا مفہوم ہو گا کیا یہ کہ اپنی بیویوں کا نکاح کر دو؟ اور یہ لازماً خلافِ عقل ہے۔ لہٰذا ایک رنگ کا نکاح ضروری ہے اگرچہ وہ باقاعدہ اور رسمی نکاح نہیں ہے۔

ایک فحش رسم کا خاتمہ

اسلام سے قبل یہ طریق رائج تھا کہ لوگ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسے بڑی وضاحت سے منع فرما دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

”ولا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاء اَن اَردن تحصُّناً“

(نور:۳۴)

”اور تم اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہوں“

دوسری جگہ سورۃ نساء میں فرمایا

"مُحصنٰتٍ غیر مصَافحات ولا متَّخِذات اخدانٍ"

(نساء آیت ۲۹)

"کہ وہ پاکدامن رہنے والی ہوں نہ کہ بدکار اور پوشیدہ دوست بنا کر رکھنے والی۔"

بھلا یہ ممکن بھی کیونکر تھا کہ اسلام جو بدکاری اور فحاشی کا استیصال کرنے آیا تھا وہ خود ہی اس کے حق میں تعلیم دیتا۔پس اسلام نے اس قبیح رسم کو ختم کر دیا اور لونڈیوں کو آزاد عورتوں کی طرح عفت کے زیور سے آراستہ رہنے کی تلقین کی۔

لونڈیوں اور آزاد عورتوں سے رشتہ میں‌مساوی پابندیاں

لونڈیوں کے بارہ میں انہی پابندیوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جو آزاد عورتوں سے نکاح کے وقت مد نظر رہتی ہیں، مثلاً دو بہنوں کا اکٹھا نہ کرنا وغیرہ۔کیونکہ قرآن کریم میں ان عورتوں کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے جن سے نکاح نہیں ہو سکتا جیسا کہ حرمت علیکم امھاتکم......الخ (نساء آیت ۲۴)میں ارشاد فرمایا ہے اور یہی ارشاد لونڈیوں کے بارہ میں بھی ہے کیونکہ لونڈیوں کے متعلق قرآن کریم میں الگ کوئی حکم موجود نہیں کہ فلاں فلاں لونڈیاں ایسی ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔

غلامی کی ممانعت

مسلمان مردوں اور عورتوں کو غلام اور لونڈیاں بنانے کا سلسلہ ابتداء کافروں کی طرف سے شروع کیا گیا۔ اسلام میں ان کا حکم بطور سزا دیا گیا جیسا کہ سورۃ نحل کی آیت میں مذکور ہے فرمایا

"فعاقبوا بمثل ما عوقبتم" (نحل:۱۲۷)

کیا ہی کریمانہ سلوک ہے جو اسلام نے دشمنوں کے ساتھ کیا ایک طرف تو ان کے لئے سزا تجویز کرتا ہے جو ان کے افعال کا نتیجہ ہے دوسری طرف ان کے ساتھ رحم کرتے ہوئے ان کی آزادی پر بہت زور دیتا ہے۔

زمانہ حال میں چونکہ اسلام کے مخالفین نے یہ طریق ترک کر دیا ہے اس لئے اب مسلمانوں کے لئے بھی درست نہیں کہ وہ دشمن قوم کے مردوں یا عورتوں کو غلام اور لونڈیاں بنا کر رکھیں۔یعنی وہ طریق ابتداء اسلام میں جاری تھا کہ جنگی قیدیوں کو فوج میں بانٹ دیا جاتا تھا۔اب دشمن بھی صرف حکومتی پیمانے پر قیدی بناتا ہے اس لئے حکومتی سطح پر مسلمانوں کو بھی قیدی بنانے چاہئیں اور وہ قید جس میں ایک قسم کی غلامی کی آمیزش تھی اسے ترک کر دینا چاہئے۔اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلام کے مقابل پر جو کافر کہلاتے ہیں انہوں نے یہ تعدی اور زیادتی کا طریق چھوڑ دیا ہے۔اس لئے اب مسلمانوں کے لئے بھی روا نہیں کہ ان کے قیدیوں کو لونڈی غلام بنائیں۔کیونکہ خدا قرآنِ شریف میں فرماتا ہے جو تم جنگجو فرقہ کے مقابل صرف اس قدر زیادتی کرو جس میں پہلے انہوںؐ نے سبقت کی ہو پس جبکہ اب وہ زمانہ نہیں ہے اور اب کافر جنگ کی حالت میں مسلمانوں کے ساتھ ایسی سختی اور زیادتی نہیں کرتے کہ ان کو اور غلام بناویں بلکہ وہ شاہی قیدی سمجھے جاتے ہیں اس لئے اب اس زمانہ میں مسلمانوں کو بھی ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔''

(چشمہ معرفت حاشیہ ص۲۴۶،۲۴۵)

پس حضرت حکم و عدل علیہ السلام کے اس فیصلہ کن ارشاد کے بعد اس کا کوئی امکان اس زمانے میں باقی نہیں رہتا۔کہ وہ عرب والا قانون یہاں لاگو کیاجائے۔

چند فقہی مسائل

غلام اور لونڈی کا ترکہ اسی کو ملے گا جو اس کو آزاد کرے گا۔

''عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما قال اَرادت عائشۃُ اَم المؤمنینَ اَن تشتریَ جاریۃً لتُعتِقَھا فقال اھلُھا علی اَن ولاءَ ھا لنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یمنعکِ ذلک فاِنما الولاءُ لمن اَعتقَ۔''

(صحیح بخاری کتاب العتق باب ما یجوز من شروط المکاتب حدیث:۲۳۷۴)

پھر یہ کہ جو آدمی اپنی لونڈی کو ناجائز مارتا ہے تو اسے آزاد کرنا ہو گا۔

"عن اَبی مسعود الانصاری قال کنت اَضرب غلاما لی فسمعت من خلفی صوتا اِعْلم اَبا مسعودٍ لَلّٰہُ اَقْدَرُ عَلَیک منک علیہ فالتَفَتُّ فاذا ھو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقلتُ یا رسول اللّٰہ ھو حرٌّ لوجہِ اللّٰہ فقال اما لو لم تفعل لَلَفَحَتکَ النار اَو لمستک النار۔"

(صحیح مسلم کتاب الأیمان باب صحبۃ الممالیک وکفارۃ من لطم عبدہ حدیث:۳۱۳۶)

بعض اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض نمبر ا

اعتراض: اس مسئلہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام نے نعوذ باللہ اس کے ذریعہ تعیش کا دروازہ کھول دیا ہے۔

جواب: اول تو یہ اعتراض اس وجہ سے بے بنیاد ہے کہ یہ مسئلہ اسلام کا پیدا کردہ ہے کیونکہ گذشتہ اوراق میں اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ اسلام سے قبل یہ مسئلہ دنیا میں موجود تھا۔دوسرے اگر ان اغراض کو مدنظر رکھا جائے جو اسلام نے نکاح کی بیان کی ہیں تو اس اعتراض کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے فرمایا

"محصنین غیر مصفحین" (نساء آیت ۲۵)

یعنی نکاح کا مقصد اپنے آپ کو ایسے قلعہ میں محفوظ کر لینا ہے جس میں برائیوں کا دخل نہیں اور اس سے بدکاری ہرگز مقصود نہیں۔

جس مذہب کی ایسی عمدہ تعلیم ہو اس کے بارہ میں یہ گمان کرنا کہ اس نے تعیش کے سامان پیدا کر دئے کس قدر نا انصافی ہے۔ایک مسلمان کے نزدیک یہ دنیا اور اس کے سامانِ معیشت و تعیش جو آخرت سے غافل کرنے کا باعث ہوں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو افراط و تفریط کی راہوں سے بچا کر صراطِ مستقیم پر قائم نہ فرماتے تو عین ممکن تھا کہ صحابہ عورتوں سے مطلقاً علیحدگی اختیار کر لیتے چنانچہ بخاری شریف میں صحابہ کے بارہ میں ایک روایت یوں مندرج ہے

"عن سعد بن ابی وقاص یقول رد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عثمان بن مظعون التبتل ولو اَذن لہ لاختصینا۔"

(بخاری جلد ۳ کتاب النکاح باب ما یکرہ من التبتل وانحصاء ص۱۵۵)

"یعنی سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی عورتوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی درخواست کو رد کر دیا۔حضرت سعد کہتے ہیں کہ اگر آپ اجازت دے دیتے تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔"

پس کس قدر ظلم ہے اسلام پر تعیش کا الزام عاید کرنا جس کی تعلیم نے صحابہ جیسی بے نفس اور پاک جماعت پیدا کر دی۔ان میں سے ہر ایک کی زندگی اس الزام کو باطل ثابت کرتی ہے۔

اعتراض نمبر ۲

اعتراض :ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو جنگی قیدی بنانے کی اجازت کیوں دی اگر تعیش مقصود نہ تھا۔

جواب: اسلام کے ابتدائی زمانے میں یہ طریق رائج تھا کہ عورتیں عملاً جنگ میں شریک ہوتی تھیں اور سپاہیوں کو جنگ پر ابھارا کرتی تھیں۔اس لئے ایسی عورتوں کے بارہ میں اسلام نے اجازت دی کہ انہیں قیدی بنا لیا جائے۔اور دنیا کے ہر آئین میں ایک مجرم عورت کو قید کیا جا سکتا ہے۔

پس یہ اعتراض بھی درست نہیں اور سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔

اعتراض نمبر ۳

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر یہ مسئلہ صرف ماضی میں ہی تھا اور اب ختم ہو چکا ہے تو اس کے بارہ میں قرآن کریم میں احکام کیوں دئے۔جس کی تعلیم کے بارہ میں دعویٰ تو یہ کیا جاتا ہے اس کا زمانہ قیامت تک ہے۔

جواب: اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ قرآن کریم کا تعلق جس طرح حال سے ہے اسی طرح ماضی اور مستقبل سے بھی ہے اور قرآن کریم ماضی کے واقعات کو وعظ و نصیحت اور عبرت کے لئے پیش کرتا ہے۔

دوسرے چونکہ اسلام ساری دنیا کی ساری اقوام کے لئے ہے اس لئے عین ممکن ہے کہ کسی وقت کوئی ایسی قوم اسلام کو قبول کر لے جس میں غلامی رائج ہو لہٰذا ان کو اسلام میں آتے ہی اس کی صحیح تعلیم مل جائیگی۔

تیسرے چونکہ قرآن کریم کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اس لئے ممکن ہے کہ کسی وقت پھر بنی نوعِ انسان کو ایسے حالات سے دو چار ہونا پڑے جس میں غلامی ناگزیر ہو جائے۔یا اسلام کے مخالفین موجودہ طریق کو ترک کر کے پہلے لوگوں کے طریق کو اپناتے ہوئے اسلام کو بطور سزا پھر قصاص لینے پر مجبور کر دیں۔

اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرماتے ہیں

"(او ما ملکت ایمانکم) یہ امر کہ کافروں کی عورتوں اور لڑکیوں کو جو لڑائیوں میں ہاتھ آویں لونڈیاں بنا کر ان سے ہم بستر ہونا تو یہ ایک ایسا امر ہے جو شخص اصل حقیقت پر اطلاع پاوے وہ اس کو ہرگز محل اعتراض نہیں ٹھہرائے گا۔

اور دراصل حقیقت یہ ہے کہ اس ابتدائی زمانہ میں اکثر چنڈال ور خبیث طبع لوگ ناحق اسلام کے دشمن ہو کر طرح طرح کے دکھ مسلمانوں کو دیتے تھے اگر کسی مسلمان کو قتل کریں تو اکثر اس میت کے ہاتھ پیر اور ناک کاٹ دیتے تھے اور بے رحمی سے بچوں کو بھی قتل کرتے تھے اور اگر کسی غریب مظلوم کی عورت ہاتھ آتی تھی تو اس کو لونڈی بناتے تھے اور اپنی عورتوں میں(مگر لونڈی کی طرح) اس کو داخل کرتے تھے اور کوئی پہلو ظلم کا نہیں تھا جو انہوں (نے) اٹھا رکھا تھا ایک مدت دراز تک مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ملتا رہا کہ ان لوگوں کی شرارتوں پر صبر کرو مگر آخر کار جب ظلم حد سے بڑھ گیا تو خدا نے اجازت دے گی کہ اب ان شریر لوگوں سے لڑو اور جس قدر وہ زیادتی کرتے ہیں اس سے زیادہ نہ کرو لیکن پھر بھی مثلہ کرنے سے منع کیا یعنی منع فرما دیا کہ کافروں کے کسی مقتول کی ناک، کان، ہاتھ وغیرہ نہیں کاٹنے چاہئیں اور جس بے عزتی کو مسلمانوں کے لئے وہ لوگ پسند کرتے تھے اس کا بدلہ لینے کے لئے حکم دیدیا۔اسی بناء پر اسلام میں یہ رسم جاری ہوئی کہ کافروں کی عورتیں لونڈیوں کی طرح رکھی جائیں اور عورتوں کی طرح استعمال کی جائیں تو یہ انصاف اور طریق عدل سے بعید تھا کہ کافر تو جب کسی

مسلمان عورت کو اپنے قبضہ میں لاویں تو اس کو لونڈی بناویں اور عورتوں کی طرح ان کو استعمال کریں اور جب مسلمان ان عورتوں اور ان کی لڑکیوں کو اپنے قبضہ میں کر لیں تو ماں بہن کر کے رکھیں۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۴۵،۲۴۳\تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۲۱۹،۲۲۰ زیر آیت وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی...)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

"یاد رہے کہ نکاح کی اصل حقیقت یہ ہے کہ عورت اور اس کے ولی کی اور نیز مرد کی بھی رضا مندی لی جاتی ہے لیکن جس حالت میں ایک عورت اپنی آزادی کے حقوق کھو چکی ہے اور وہ آزاد نہیں ہے بلکہ وہ ان ظالم طبع، جنگ جُو لوگوں میں سے ہے جنہوں نے مسلمانوں کے مردوں اور عورتوں پر بیجا ظلم کئے ہیں تو ایسی عورت جب گرفتار ہو کر اپنے اقارب کے جرائم کی پاداش میں لونڈی بنائی گئی تو اس کی آزادی کے حقوق سب تلف ہو گئے لہٰذا وہ اب فتح یاب بادشاہ کی لونڈی ہے اور ایسی عورت کو حرم میں داخل کرنے کے لئے اس کی رضا مندی کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے جنگجو اقارب پر فتحیاب ہو کر اس کو اپنے قبضہ میں لانا یہی اس کی رضا مندی ہے یہی حکم توریت میں بھی موجود ہے ہاں قرآن شریف میں فک رقبۃٍ یعنی لونڈی غلام کو آزاد کرنا بڑے ثواب کا کام بیان فرمایا ہے اور عام مسلمانوں کو رغبت دی ہے کہ اگر وہ ایسی لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کر دیں تو خدا کے نزدیک بڑا اجر حاصل کریں گے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۴۵،۲۴۳\تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۲۲۰،۲۲۱ زیر آیت وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی...)

اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

رمضان المبارک کے درسِ قرآنِ کریم میں جو آپ نے او ماملکت ایمانکم کی تشریح میں لونڈیوں کا ذکر کیا ہے وہ بھی یہاں بیان کئے دیتا ہوں۔جو کہ کیسٹ سے سن کر یہاں ٹرانسکرپٹ کیا گیا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ

”جہاں تک لونڈیوں کا ذکر ہے ایک یہ بھی حصہ ہے اس آیت کریمہ کا آخری جسے طعن و تشنیع کا موجب بنایا گیا بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ جو اس زمانے کے رواجات سے ایسا تعلق رکھتی ہیں کہ اگر ان رواجات کو ترک کیا جائے تو ایک پارٹی کا کام نہیں ہے کہ ترک کر دے جبتک دوسرا فریق بھی ترک نہ کرے اس وقت تک یہ ممکن نہیں ہے کہ اس رواج کو قلع قمع کیا جائے اس لئے قرآن حکیم ایسی کوئی تجویز کر ہی نہیں سکتا تھا جس کے نتیجے میں انصاف کے نام پر نا انصافی ہو اس لئے امر واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں جنگی قیدی جیتنے والی قوم کے افراد اور ان کے سپاہیوں اور جرنیلوں کے درمیان بطور غلام تقسیم کر دیئے جاتے تھے کوئی war camps نہیں تھے اور دشمنِ اسلام جو اپنے رواج کے تابع تھا وہ مسلمان عورتوں سے وہی سلوک کرتا تھا کہ بغیر نکاح بغیر شادی کے اس کو اپنے لئے جائز سمجھتا تھا۔اب اگر خدا تعالیٰ مسلمانوں کے لئے اس کے مقابل پر ناجائز قرار دے دیتا تو بڑا بھاری ظلم ہوتا اور ایک طرف مسلمان عورتوں سے یہ سلوک ہو رہا ہوتا دوسری طرف ان کی عورتوں کی حفاظت اور عصمت کا خیال رکھا جاتا جن کی عصمت ویسے ہی مشکوک تھی کیونکہ ان ملکوں میں ایسے بھی رواج تھے۔جہاں بہت گند پیدا ہوتا تھا اس لئے قرآن کریم نے ایک ہی اجازت دی ہے جو آئندہ زمانوں میں کام آ سکتی تھی اور بین الاقوامی سمجھوتوں میں اس بات کو پیشِ نظر رکھا جا سکتا تھا۔بہت ہی مفید ایک گنجائش رکھی گئی تھی۔لیکن اس کے ساتھ ہی ایسی تعلیمات دی ہیں کہ جس کے نتیجے میں وہ عورت جو مسلمان کے گھر بستی ہے اس کے حقوق اس عورت کے مقابل پر جو مسلمان جنگی قیدی بن کر دوسروں کے پاس جاتی ہے، بہت زیادہ ہیں۔یعنی بدلے کا قانون بھی خدا نے پیشِ نظر رکھا۔تاکہ قوم کو سزا دی جائے جس نے بد نظریہ اختیار کیا ہے۔اور کلیۃً ہاتھ نہ کھینچ نہ لیا جائے اور انصاف کے بنیادی تقاضوں کو پھر بھی قربان نہیں کیا۔معاشرے کے اس حسن کو جو خود اسلام نے پیدا کیا تھا اس کو قائم رکھنے کے لئے اور ذرائع اختیار فرمائے چنانچہ غلاموں اور لونڈیوں کے متعلق جو تعلیم قرآن کریم نے دی ہے اس کی روشنی میں اس ذریعہ کو ایک عیاشی کا ذریعہ یا بہیمانہ طریق قرار دینا حد سے بڑی جہالت ہے اس وقت کی عیسائی دنیا، اس وقت کی یہودی دنیا، اس وقت کی ساری دنیا اپنے جنگی قیدیوں سے یہی سلوک کیا کرتی تھی لیکن بد تر۔ازدواجی تعلقات میں یہی سلوک لیکن دوسرے تمام معاملات میں انتہائی بہیمانہ سلوک ان سب باتوں سے قرآن کریم نے روک دیا ہے اور اس عورت کو جو کسی کی ملکیت میں جاتی ہے جنگی قیدی کے طور پر ،اس عورت کو ئی حق دیا کہ اگر اس کے پیٹ سے بچہ ہوا تو وہ آزاد ہے اور بیوی کا درجہ پائیں گی تو ایسی حفاظت کا انتظام دنیا کے کس مذہب میں پہلے دیا گیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے

ہوئے فرماتے ہیں یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں اسلام کے مقابل پر جو کافر کہلاتے ہیں انہوں نے یہ تعدی اور زیادتی کا طریق چھوڑ دیا ہے اس لئے اب مسلمانوں کے لئے بھی یہ روا نہیں کہ ان کے قیدیوں کو لونڈی غلام بناویں کیونکہ خدا قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ تم جنگجو فرقہ کے مقابل پر صرف اسی قدر زیادتی کرو جس میں پہلے انہوں نے سبقت کی ہو۔یہ قرآنی جو سند ہے اس کی روشنی میں یہ مسئلہ حل فرمایا آپؑ نے۔کوئی ایسی تعبیر نہیں فرما رہے جو اپنی خواہش کے مطابق قرآن کے مضمون کو کھینچ کر کہیں اور لے جا رہی ہو فرماتے ہیں یہ قرآن کریم میں یہ بالا، حتمی ،دائمی اصول پیش فرما دیا کہ دشمن جیسی زیادتی تم پر کرتا ہے اس حد تک تم پر جائز ہے اس سے آگے نہیں بڑھنا اب جب کہ دنیا کے حالات بدل چکے ہیں اور کوئی قوم بھی کسی جنگی قیدی کیساتھ یا عورتوں کے ساتھ وہ سلوک کرنے کی اجازت نہیں دیتی جو پرانے زمانے میں کیا جاتا تھا تو قرآنِ کریم مسلمان کے ہاتھ باندھ رہا ہے اور مسلمان کے لئے اب پہلے تصور کے مطابق لڑائیوں کے نتیجہ میں لونڈیاں بنانا اور ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات کو قائم کرنا ناجائز ہے۔پس موجودہ دور میں تو مسئلہ ہی ختم ہو گیا اور مسئلہ اس لئے دیر میں ختم ہوا کہ غیروں نے اپنی اصلاح دیر سے کی ہے یہاں دو پارٹیاں ہیں بین الاقوامی تعلقات میں دو پارٹیاں ہوا کرتی ہیں اور جب تک دونوں پارٹیاں ایک مسلک پر اکٹھی قائم نہ ہوں اس وقت تک یک طرفہ فیصلے چل ہی نہیں سکتے پس یہ حیثیت ہے اس سارے مضمون کی جہاں لونڈیوں کا ذکر آتا ہے اور یک طرفہ فیصلوں پر تو ایک ایسا مسلمہ اصول ہے یعنی یہ کہ یک طرفہ فیصلے بین الاقوامی معاملات میں نہیں چلا کرتے کہ جنگ کے معاملات میں ان کی conventionہوتی ہے اور وہ ملک جو آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں یا انکے لڑنے کے احتمالات ہیں وہ بھی conventionsمیں اکھٹے بیٹھ کر یہ فیصلے کرتے ہیں کہ لڑائی تو ہم کریں گے لیکن یہ بہیمانہ حرکتیں نہیں کریں گے فلاں بہیمانہ حرکت نہیں کریں گے فلاں نہیں کریں گے پس یہ ثابت کرتا ہے کہ جب تک ایسا زمانہ نہ آتا یہ ساری دنیا انسانیت کے نسبتاً اعلیٰ مقام پر قائم ہوتی انسانی قدروں کی حفاظت کرتی اس وقت تک اسلام کے احکامات مجبوری کے تھے مگر ایسی مجبوری کے جو اگر آئندہ پھر پیش آئے تو پھر بھی اجازت ہو گی اس میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تعلیم عارضی ہے اور زمانے سے پیچھے رہ کر ختم ہو گئی ہے جو تعلیم مشروط ہو اس کو عارضی نہیں کہا جاتا“

(درس رمضان المبارک زیرِ آیت وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی...)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٦

نمبر شمار

عناوین

صفحہ نمبر

1

لونڈیوں کا مسئلہ

1

2

غلامی کا خاتمہ اور جنگی قیدیوں کا جواز

2

3

آزادی کے طریق

3

4

احسان، فدیہ، مکاتبت، زکوۃ سے فدیہ کی ادائیگی

4

5

ام ولد

5

6

کفارہ کے طور پر آزاد کرنا

5

7

جھوٹی قسموں کے بدلے

5

8

ظِہار کے نتیجہ میں

6

9

روحانی ترقی کے لئے

6

10

لونڈی کو بیوی بنانے کی اجازت

6

11

کیا لونڈیوں سے نکاح کرنا ضروری ہے؟

7

12

ایک شبہ کا ازالہ

7

13

ایک فحش رسم کا خاتمہ

8

14

لونڈیوں اور آزاد عورتوں سے رشتہ میں مساوی پابندیاں

8

15

غلامی کی ممانعت

8

16

چند فقہی مسائل

9

17

بعض اعتراضات اور ان کے جوابات

10

18

اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

11

19

اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ

12

اسلام میں

لونڈیوں کی تعلیم

اُاُاُاُ

سیمینار نگران سیمینار نگار

مکرم و محترم رانا تصور احمد خاں صاحب سرفراز احمد باجوہ

استاد جامعہ احمدیہ درجہ خامسہ(الف)

سنۃ ۲۰۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصہ سیمینار

”اسلام میں لونڈیوں کی تعلیم“

خاکسار نے یہ سیمینار مؤرخہ 22\05\06 بروز سوموار پیش کیا کلاس کی حاضری...... تھی اور سوالات کی تعداد...... تھی۔

سب سے پہلے تو اس سیمینار میں لونڈیوں کی حیثیت اسلام میں کیا ہے یہ بیان کیا اور دوسرے مذاہب میں لونڈیوں کو کیا حیثیت دی گئی ہے اس کا بیان کیا پھر لونڈیاں بنانے کا جواز کہاں سے آیا اور کس طرح سے لونڈیاں بنانے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی اس کا بیان کیا۔

بعد ازاں لونڈیوں کو آزاد کرنے کے جو جو طریق ہیں وہ بیان کئے اور پھر اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ صرف شرائط پر ہی لونڈیوں یا غلاموں کو آزاد نہیں کیا جاتا بلکہ بعض گناہوں کے کفارہ کے طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے غلاموں یا لونڈیوں کو آزاد کرنے کا کہا ہے میں نے وہ آیات قرآن کریم سے نکالی ہیں جن میں کہ وہ گناہ اور ان کا کفارہ لونڈیوں یا غلاموں کو آزاد کرنا ہے۔اس کے بعد نہ صرف گناہوں کے بدلہ میں لونڈیوں یا غلاموں کو آزاد کرنا ہے بلکہ اگر کوئی روحانیت میں بھی ترقی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے بھی فک رقبۃ ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔اس کے بعد بعض فقہی مسائل کا ذکر کیا جو کہ اس موضوع پر پیدا ہوتے ہیں اور ان کا حل بتایا پھر بعض اعتراضات جو کہ غیر مسلموں کی طرف سے ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا اور ان کا جواب مختصراً لکھا اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات اس بارہ میں لکھے اور آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ عنہ کا درس رمضان سن کر وہاں سے جو انہوں نے لونڈیوں کے بارہ میں بیان کیا تھا اسے ٹرانسکرپٹ کیا۔اس طرح میرا یہ سیمینار تیار ہوا۔

سیمینار کے لئے تین مقالوں سے جو کہ لائبریری جامعہ احمدیہ میں ہی مل گئے تھے ان سے استفادہ کیا اس کے علاوہ قرآنی آیات نکالیں اور احادیث کمپیوٹر سے اس موضوع پر نکالیں اور تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی کئی درس کی کیسٹیں سننے کے بعد اپنے موضوع سے مطابقت رکھنے والا حصہ نکالا۔

والأمر الیک